خطبہ نمبر

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابوسعید

سوموار 15 فروری 2021ء | 02 رجب 1442 ہجری قمری | جلد: 3 | شمارہ: 39

ارشادِ باری تعالیٰ

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا

(سورۃ الاحزاب: 22)

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کسی پوچھنے والے کو جواب دیا کہ تم جو آنحضرت ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے مجھ سے پوچھ رہے ہو، کیا قرآن کریم میں نہیں پڑھا اس زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے خدا کی گواہی کافی نہیں ہے {وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ} کہ اے رسول! تو یقیناً اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے۔ تو نمونے تو وہی بنا کرتے ہیں جو کسی چیز کے اعلیٰ مقام پر ہوں۔ جنہوں نے اعلیٰ ترین معیار قائم کئے ہوں۔ دنیا میں تو کسی ایک یا دو باتوں یا چیزوں میں کوئی اچھا معیار حاصل کر لے تو اس کی مثال دی جاتی ہے اور وہ معیار بھی ایسے نہیں ہوتے جس کو کہہ سکیں کہ اس کی انتہا ہو گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ نبی ہر معاملے میں اعلیٰ نمونہ ہے۔ چاہے وہ گھریلو معاملات ہوں یا قومی اور ملی معاملات ہوں یا اعلیٰ روحانی معاملات ہوں، اللہ تعالیٰ کے قرب پانے کی باتیں ہوں۔ یہی ایک نمونہ ہے جو تمہارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ اس لئے ہر وہ شخص جس کو اللہ کی ذات پر یقین ہے، اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ آخرت کا ایک دن مقرر ہے جہاں اس کا حساب کتاب ہو گا اور اس کی تیاری کے لئے وہ کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے، اس کی عبادت کرتا ہے تو اس کو پھر ان راستوں پر چلنا ہو گا جن پر آنحضرت ﷺ نے ہمیں چل کر دکھایا ہے۔ تبھی اللہ تمہاری ان دعاؤں اور اس کا قرب پانے کی امیدوں پر بھی نظر کرے گا۔

(خطبہ جمعہ 17/ دسمبر 2004ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت
- منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمانِ رسول ﷺ

تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تین شخص ایسے ہیں جن سے میں قیامت کے دن سخت باز پرس کروں گا۔ ایک وہ جس نے میرے نام پر کسی کو امان دی اور اس سے غداری کی۔ دوسرا وہ جس نے ایک آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھالی یعنی کسی کو پکڑ کر غلام بنایا اور فروخت کیا اور تیسرا شخص وہ جس نے کسی کو مزدوری پر رکھا اور اس سے پورا پورا کام لیا اور پھر اسے پوری مزدوری نہ دی۔ یعنی مزدور کی مزدوری کی اجرت نہ دی۔ کام کی اجرت نہ دی۔

(بخاری کتاب البیوع باب اثم من باع حرا)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے۔ تم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔ رحم کا لفظ رحمٰن سے ہے جو صلہ رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ ملا لے گا۔ اور جو قطع رحمی کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کر لے گا۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الناس)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کرو

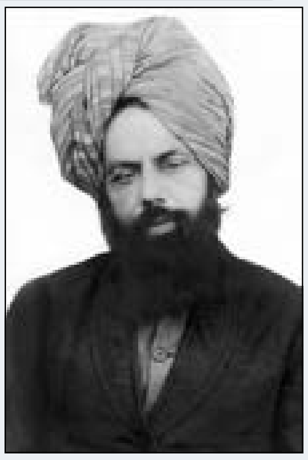

’’اللہ تعالیٰ کو تلاش کرنا ہے تو مسکینوں کے دل کے پاس تلاش کرو اسی لئے پیغمبروں نے مسکینی کا جامہ ہی پہن لیا تھا۔ اسی طرح چاہیئے کہ بڑی قوم کے لوگ چھوٹی قوم کو ہنسی نہ کریں۔ اور نہ کوئی یہ کہے کہ میرا خاندان بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم جو میرے پاس آؤ گے تو یہ سوال نہ کروں گا کہ تمہاری قوم کیا ہے۔ بلکہ سوال یہ ہو گا کہ تمہارا عمل کیا ہے۔ اسی طرح پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا ہے اپنی بیٹی سے کہ اے فاطمہؓ! خدا تعالیٰ ذات کو نہیں پوچھے گا اگر تم کوئی برا کام کرو گی تو خدا تعالیٰ اس واسطے درگزر نہ کرے گا کہ تم رسول کی بیٹی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 370 الحکم ایڈیشن 1988ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں:

’’اہل تقویٰ کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں۔ یہ تقویٰ کی ایک شاخ ہے جس کے ذریعہ سے ہمیں ناجائز غضب کا مقابلہ کرنا ہے۔ بڑے بڑے عارف اور صدیقوں کے لئے آخری اور کڑی منزل غضب سے بچنا ہی ہے۔ عُجب و پندار غضب سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی کبھی خود غضب عجب و پندار کا نتیجہ ہوتا ہے۔ کیونکہ غضب اس وقت ہو گا جب انسان اپنے نفس کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری جماعت والے آپس میں ایک دوسرے کو چھوٹا یا بڑا سمجھیں یا ایک دوسرے پر غرور کریں یا نظر استخفاف سے دیکھیں۔ خدا جانتا ہے کہ بڑا کون ہے یا چھوٹا کون ہے۔ یہ ایک قسم کی تحقیر ہے جس کے اندر حقارت ہے۔ ڈر ہے کہ یہ حقارت بیج کی طرح بڑھے اور اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے۔ بعض آدمی بڑوں کو مل کر بڑے ادب سے پیش آتے ہیں۔ لیکن بڑا وہ ہے جو مسکین کی بات کو مسکینی سے سنے اس کی دلجوئی کرے، اس کی بات کی عزت کرے۔ کوئی چڑ کی بات منہ پر نہ لاوے کہ جس سے دکھ پہنچے خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الحجرات: 12) تم ایک دوسرے کا چڑ کے نام نہ لو۔ یہ فعل فُسّاق و فُجّار کا ہے۔ جو شخص کسی کو چڑاتا ہے وہ نہ مرے گا جب تک وہ خود اسی طرح مبتلا نہ ہو گا۔ اپنے بھائیوں کو حقیر نہ سمجھو۔ جب ایک ہی چشمہ سے کُل پانی پیتے ہو تو کون جانتا ہے کہ کس کی قسمت میں زیادہ پانی پینا ہے۔ مکرم و معظم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا وہ ہے جو متقی ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (الحجرات: 14)۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 23-22 ایڈیشن 1988)

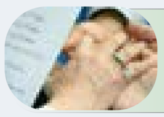

دربارِ خلافت

اللہ تعالیٰ کے فضل اور تین باتیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

مَیں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بات کرنا چاہتا تھا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اس سال ہمیں یہ بھی ایک فضل عطا فرمایا جس کا مَیں اپنے جلسہ کے جو دوسرے دن کی رپورٹس ہوتی ہیں اس میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ رشین ڈیسک کے ذریعہ سے ایم۔ ٹی۔ اے پر رشین پروگرام بھی اب جاری ہیں، خطبات کا ترجمہ بھی اور ویب سائٹ بھی شروع ہوگئی ہے۔ پہلے کہیں اِکّا دُکّا مجھے رشین احمدیوں کے خطوط آیا کرتے تھے اور وہ تھے بھی چند ایک۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کی تعداد سینکڑوں میں ہوگئی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام بھی ہے کہ روس میں ریت کے ذروں کی طرح احمدیت کو پھیلتے دیکھا۔ (ماخوذ از تذکرہ صفحہ 691۔ چوتھا ایڈیشن۔مطبوعہ ربوہ)

اللہ کرے کہ یہ پیغام ان تک تیزی سے پہنچتا چلا جائے اور ہم اپنی زندگیوں میں اس الہام کے پورا ہونے کے بھی نظارے دیکھنے والے ہوں۔ ایک اور بات جس کا مَیں آج اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے یہ بات قادیان کے جلسے کے اختتام پر بتانی تھی کہ alislam جو ہماری ویب سائٹ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے ایک نیا اضافہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانی خزائن کے نام سے جو کتب ہیں اُن سب کو ایک ایسے سرچ انجن (Search Engine) میں ڈالا ہے جس میں اگر آپ نے تلاش کرنا ہے تو آپ کوئی بھی لفظ، مثلاً اللہ کا نام ہے، یسوع مسیح کا نام ہے، محمدؐ کا نام ہے اس میں ڈالیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب میں، اُن کتب میں جو روحانی خزائن کی جلدوں میں ہیں جہاں بھی وہ نام استعمال ہوا ہے، وہ نام اور اقتباس سامنے آ جائیں گے۔ اور پھر اسے آپ سرچ کر کے جو انٹرنیٹ سے دلچسپی رکھنے والے یا alislam دیکھنے والے ہیں وہ مزید صفحہ بھی دیکھ سکتے ہیں جو اصل کتاب کا صفحہ ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑی پیش رفت ہے اور یہ بہت مشکل کام تھا۔ اللہ کے فضل سے ہمارے نوجوانوں کی ٹیم نے یہ کیا ہے۔ جس میں سے دو تو واقفینِ نَو لڑکے ہیں، ایک نعمان احمد .... اور ایک ... ہیں مبارک احمد۔ اس کے علاوہ انڈیا کے لڑکے ہیں۔ اس لئے مَیں قادیان کے جلسہ سالانہ کے آخری دن اعلان کرنا چاہتا تھا کہ اس میں سے تین کے علاوہ جو باقی لڑکے ہیں وہ سارے انڈیا کے ہیں۔ فضل الرحمن یہ چنائی کے ہیں۔ اسی طرح مقصود احمد بنگلور کے، شاہد پرویز بنگلور کے، عبدالسلام بنگلور کے اور پھر عائشہ مقصود صاحبہ ہیں بنگلور کی۔ پھر الطاف احمد بنگلور کے ہیں اور ریاض احمد مینگلور (Mangalore) اور اسی طرح ایک ہیں خرم نصیر، یہ پاکستان کے ہیں اور کلیم الدین شیخ یہ چنائی کے ہیں۔ تو یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو انہوں نے کیا ہے۔ دیکھنے والے تو اتنا محسوس نہیں کرتے۔ ہر کتاب کو پڑھنا، ہر کتاب میں سے ہر لفظ کو تلاش کرنا اور پھر اس کا انڈیکس بنانا، پھر اس انڈیکس کے اقتباسات، پھر اس کے صفحے کا پروگرام بنانا ایک کافی بڑا کام تھا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان نوجوانوں نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے اور دنیا اس سے فائدہ اٹھانے والی ہو۔معترضین تو آج کل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پر اعتراض کرتے رہتے ہیں لیکن اگر دیکھیں تو یہی ایک خزانہ ہے جو دنیا کی اصلاح کا باعث بن سکتا ہے۔ لیکن جن پر اثر نہیں ہونا وہ لوگ تو قرآنِ کریم کی آیات کا بھی استہزاء اڑاتے تھے، اُن پر اثر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو عقل اور سمجھ دے۔

تیسری بات مَیں آج یہ کہنا چاہتا تھا کہ مجھے پتہ لگا کہ میرے نام سے آج کل انٹرنیٹ وغیرہ پر فیس بک (FaceBook) ہے۔ فیس بُک کا ایک اکاؤنٹ کھلا ہوا ہے جس کا میرے فرشتوں کو بھی پتہ نہیں۔ نہ کبھی مَیں نے کھولا نہ مجھے کوئی دلچسپی ہے بلکہ مَیں نے تو جماعت کو کچھ عرصہ ہوا اس بارہ میں تنبیہ کی تھی کہ اس فیس بُک سے بچیں۔ اس میں بہت ساری قباحتیں ہیں۔ پتہ نہیں کسی نے بے وقوفی سے کیا ہے۔ کسی مخالف نے کیا ہے یا کسی احمدی نے کسی نیکی کی وجہ سے کیا ہے لیکن جس وجہ سے بھی کیا ہے، بہرحال وہ تو بند کروانے کی کوشش ہو رہی ہے انشاء اللہ تعالیٰ وہ بند ہو جائے گا۔ کیونکہ اس میں قباحتیں زیادہ ہیں اور فائدے کم ہیں۔ اور بلکہ انفرادی طور پر بھی مَیں لوگوں کو کہتا رہتا ہوں کہ یہ جو فیس بُک ہے اس سے غلط قسم کی بعض باتیں نکلتی ہیں اور پھر اس شخص کے لئے بھی پریشانی کا موجب بن جاتی ہیں۔ خاص طور پر لڑکیوں کو تو بہت احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن بہرحال مَیں یہ اعلان کر دینا چاہتا تھا کہ یہ جو فیس بُک ہے اور اس میں وہ لوگ جن کے اپنے فیس بُک کے اکاؤنٹ ہیں، وہ آ بھی رہے ہیں، پڑھ بھی رہے ہیں، اپنے کمنٹس (Comments) بھی دے رہے ہیں جو بالکل غلط طریقہ کار ہے اس لئے اس سے بچیں اور کوئی اس میں شامل نہ ہو۔ اگر ایسی کوئی صورت کبھی پیدا ہوئی جس میں جماعتی طور پر کسی قسم کی فیس بک کی طرز کی کوئی چیز جاری کرنی ہوئی تو اس کو محفوظ طریقے سے جاری کیا جائے گا جس میں ہر ایک کی access نہ ہو اور صرف جماعتی مؤقف اس میں سامنے آئے اور اس میں جس کا دل چاہے آ جائے۔ کیونکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض مخالفین نے بھی اپنے کمنٹ (Comment) اس پر دیئے ہوئے ہیں۔ اب ایک تو ویسے ہی غیر اخلاقی بات ہے کہ کسی شخص کے نام پر کوئی دوسرا شخص چاہے وہ نیک نیتی سے ہی کر رہا ہو بغیر اس کو بتائے کام شروع کر دے۔ اس لئے جس نے بھی کیا ہے اگر تو وہ نیک نیت تھا تو وہ فوراً اس کو بند کر دے اور استغفار کرے اور اگر شرارتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے خود نپٹے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر شر سے محفوظ رکھے اور جماعت کو ترقی کی راہوں پر چلاتا چلا جائے۔

(خطبہ جمعہ 31/ دسمبر 2010ء)

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے
نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے
کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقا ہے
ہر اک نیکی کی جڑھ یہ اتّقا ہے
اگر یہ جڑھ رہی سب کچھ رہا ہے
ڈرو یارو کہ وہ بِینا خدا ہے
اگر سوچو، یہی دارُالجزاء ہے
مجھے تقویٰ سے اس نے یہ جزادی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی
عجب گوہر ہے جس کا نام تقویٰ
مبارک وہ ہے جس کا کام تقویٰ
سنو! ہے حاصل اسلام تقویٰ
خدا کا عشق مے اور جام تقویٰ
مسلمانو! بناؤ تام تقویٰ
کہاں ایماں اگر ہے خام تقویٰ
یہ دولت تو نے مجھ کو اے خدا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعَادِی

آج کی دعا

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖیْن

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ:597حاشیہ در حاشیہ)

ترجمہ:اور درود بھیج محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا۔اور خاتم الانبیاء ہے ﷺ۔

یہ حضرت مسیحِ موعودؑ کا سید ومولیٰ پیارے نبی، مقدس الانبیاء، خاتم الانبیاء ،حضرت محمد ﷺ کی ذات اقدس میں درود پاک ہے جو کہ آپؑ کو الہام ہوا تھا۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز درود شریف کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام براہین احمدیہ میں اپنے ایک الہام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ جو الہام ہے وہ یہ ہے صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖیْن۔ اور درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صلی اللہ علیہ وسلم‘‘۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضّلات اور عنایات اسی کے طفیل سے ہیں اور اسی سے محبت کرنے کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ اُس سرور کائنات کے حضرت احدیّت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اُس کا مُحب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 597-598 حاشیہ)

۔۔۔۔۔پس دشمن ہمیں جو چاہے کہتا رہے۔ ہم پر جو بھی الزام لگاتے ہیں لگاتے رہیں۔ ہمارے دلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور ہمیں سب سے بڑھ کر آپ کے خاتم النبیینؐ ہونے کا اِدراک ہے اور یہ سب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیا ہے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 16/ دسمبر 2016ء)

چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات
لَا جرَم در پہ تیرے سر کوجھکایا ہم نے
ہم ہوئے خیرِ اُمم تجھ سے ہی اے خیرِ رُسُل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
مصطفیٰ پر ہو تیرا بے حد سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

(مرسلہ: مریم رحمٰن)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12؍ فروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

انتہائی وفاداری کے ساتھ انہوں نے تمام حق ادا کیے

پاکستان میں احمدیوں کی شدید مخالفت کے پیش نظر خصوصی دعاؤں کی مکرر تحریک۔ عالمی وبا کورونا وائرس سے بچاؤں کے لیے مکمل حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کی تلقین

جماعت احمدیہ کے دیرینہ خادم محترم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ و صدر مجلس تحریک جدید کا ذکرِ خیر اور نماز جنازہ غائب

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12؍ فروری 2021ء کو مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ، یو کے میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو مسلم ٹیلی وژن احمدیہ کے توسّط سے پوری دنیا میں نشر کیا گیا۔ جمعہ کی اذان دینے کی سعادت مکرم صہیب احمد صاحب کے حصے میں آئی۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج مَیں جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چودھری حمید اللہ صاحب کا ذکرِ خیر کرنا چاہتا ہوں جو 7؍ فروری کو 87 برس کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّآاِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مکرم چودھری صاحب بابو محمد بخش صاحب اور عائشہ بی بی صاحبہ کے ہاں 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ اِن کے والد جو بھیرہ کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے، انہوں نے 1929ء میں ایک خواب میں یہ نظارہ دیکھا کہ رسول کریم ﷺ ایک مصلّے پر تشریف فرما ہیں اور مجھ سے فرماتے ہیں کہ تم جس کرسی پر بیٹھے ہو اس کی چولیں ڈھیلی ہوچکی ہیں۔ پھر دیکھا کہ رسول کریم ﷺ کے دستِ مبارک میں ایک نئی دفتری کرسی ہے جس کے بازو آگے کو بڑھے ہوئے ہیں فرمایا اس کرسی پر بیٹھ جاؤ یہ احمدیت کی کرسی ہے یعنی بادلائل اور حقیقی اسلام۔ یہ ان کے والد کے قبولِ احمدیت کا واقعہ ہے۔

چودھری صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ آٹھویں کے بعد جب 1946ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے وقف کی تحریک فرمائی۔ اس تحریک پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی والدہ آپ کو حضورؓ کی خدمت میں لے گئیں۔ 1949ء میں انہوں نے میٹرک کیا اور وکالت دیوان کی ہدایت پر ربوہ تشریف لائے۔ تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے انٹرویو لیا۔ حضورؓ کی ہدایت پر ان کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہا۔ بی ایس سی میں صوبے بھر میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ پھر پنجاب یونی ورسٹی لاہور سے ایم اے ریاضی کیا۔ 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں استاد مقرر ہوئے۔ ان کی شادی 1960ء میں رضیہ خانم صاحبہ بنت عبد الجبار خان صاحب آف سرگودھا سے ہوئی۔ 1974ء میں کالج کے قومیائے جانے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ہدایت پر آپ نے کالج سے استعفیٰ دیا اور ناظر ضیافت مقرر کیے گئے۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے آپ کو وکیلِ اعلیٰ تحریکِ جدید مقرر فرمایا۔ 1989ء تک ایڈیشنل صدر اور پھر صدر مجلس تحریکِ جدید مقرر ہوئے۔ خلافتِ ثالثہ میں آپ کو امیر مقامی بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ 1969ء سے 1973ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو صدر مقرر فرماتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے جو باتیں بیان فرمائیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کی جسمانی و روحانی اولاد اور جماعتی کام کرنے والے تمام لوگوں کو اپنے پلّے باندھنی چاہئیں۔ فرمایا کہ جنہوں نے مجلس کی صدارت کا چارج لیا ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کے خونی رشتے کے لحاظ سے خاندان کے فرد نہیں ہیں لیکن روحانی رشتے کے لحاظ سے ہر شخص اپنی ہمت، کوشش، دعا اور عاجزی کے نتیجے میں حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد بننے کے قابل ہے اور سچا اور حقیقی بیٹا اسے بننا چاہیے۔ بہت سے لوگ ہیں جو جسمانی اولاد سے بھی زیادہ آگے نکل جاتے ہیں۔ جسمانی تعلق تو ایک دنیاوی تعلق ہے، مذہب یا روحانیت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنی اولاد سے اصل تعلق روحانی تعلق ہی ہے۔ اسی واسطے کہا گیا ہے کہ انبیاء کسی کے وارث ہوتے ہیں نہ آگے ورثے میں کسی کو کچھ دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جسمانی اولاد کے متعلق فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول کیا اور ان کو روحانی وجود بنا دیا۔ پس ورثے میں کسی کو عزت اور احترام نہیں ملا کرتا۔ روحانی تعلق نام ہے تقویٰ اختیار کرنے کا، اللہ تعالیٰ سے ذاتی تعلق پیدا کرنے اور اس کے لیے ایثار و قربانی کرنے کا۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر واقفِ زندگی، خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق رکھنے والے اور ہر کام کرنے والے کو چاہیے کہ چودھری صاحب کے درجات کی بلندی کے لیے دعا کرے کہ ان کے طفیل ہمیں بھی یہ سنہری الفاظ سننے اور سمجھنے کو ملے۔

اجتماع خدام الاحمدیہ 1970ء کے موقعے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے فرمایا کہ مَیں نے ایک مخلص بچے کو، جس کا حضرت مسیح موعودؑ سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی۔ اسی طرح آپ کی صدارت کے اختتام پر خصوصی تقریب میں حضورؒ نے فرمایا کہ مجلس خدام الاحمدیہ کی زندگی قیامت تک کے لیے ممتد ہے کیونکہ اس کا تعلق نبی اکرم ﷺ کے مہدی کی اس جماعت کے ساتھ ہے جس پر قیامت تک کی ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں۔ پس ہم کہیں ٹھہر نہیں سکتے کیونکہ ٹھہرنا موت کے مترادف ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ عزیز بھائی اور بچے حمید اللہ صاحب کو جس رنگ میں انہوں نے ذمہ داریوں کو نبھایا اس پر احسن جزا دے۔

1974ء کے ہنگامی حالات میں بھی چودھری صاحب نے اہم خدمات سرانجام دیں۔ 1977ء تا 1987ء بطور ناظر ضیافت کام کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی لندن ہجرت کے بعد حضورؒ کے ارشاد پر ایک سال سے زائد عرصہ یہاں رہ کر جماعتی مرکزی نظام قائم کرنے میں کافی کردار ادا کیا۔ 1982ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی 1989ء کے صدر کی حیثیت سے کام کیا۔ 2005ء میں مرکزی کمیٹی خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی 2008ء کے صدر مقرر ہوئے۔ اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات کے موقعے پر انتخابِ خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی نصیب ہوا۔ 1973ء سے اب تک آپ بطور افسر جلسہ سالانہ کام کی توفیق پا رہے تھے۔ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء کے موقعے پر انہیں افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا تھا۔

آپ کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ شادی کے بعد آپ کو جو بھی الاؤنس ملتا تھا اس میں سے سب سے پہلے چندہ نکالتے تھے۔ آخری دم تک تمام نمازیں پوری اور وقت پر پڑھتے۔ انہیں دیکھ کر مجھے بھی نمازِ تہجد کی عادت ہوگئی تھی۔ مَیں نے سب کچھ ان سے سیکھا۔ بہت ستاری والی طبیعت تھی۔ آپ ایک شفیق خاوند اور شفیق باپ تھے۔ کسی رشتے دار سے ناراض نہ ہوتے، صلح میں پہل کرتے۔ آپ کی بیٹی کہتی ہیں کہ آپ نے کبھی ہماری امی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ ابو صرف ہمارے ابو نہیں بلکہ ہمارے دوست بھی تھے۔ ایک مرتبہ جلسہ سالانہ کے معائنے کی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے ان کو کہا کہ آپ میرے ہی پیالے میں میرے ساتھ کھانا کھالیں۔ دنیاوی چیزوں سے انہیں بالکل محبت نہیں تھی۔ ان کے بیٹے کہتے ہیں کہ آپ ہمیشہ نمازوں اور خلیفۂ وقت کا خطبہ، ان دو باتوں پر زور دیتے تھے۔

جمیل الرحمٰن رفیق صاحب لکھتے ہیں کہ آپ اصول کے بڑے پکے لیکن شفقت کرنے والے تھے۔ قابلِ امداد کارکنان کی درپردہ امداد کیا کرتے۔ بہت محنتی اور علمی طبیعت تھی۔ جماعتی اموال نہایت احتیاط سے خرچ کرتے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ جب مَیں نے ناظران اور وکلا کو کہا تھا کہ باہر جماعتوں میں جائیں اور لوگوں کو ملیں اور سلام پہنچائیں تو چودھری صاحب کے سپرد سرگودھا کا ضلع ہوا تھا۔ آپ بے شمار دفعہ کئی کئی کلومیٹر پیدل چل کر ہر گھر تک پہنچے اور پیغام پہنچایا۔ سادگی انتہا کی تھی چنانچہ دورے کے دوران جماعت کو ہدایت تھی کہ کوئی پروٹوکول نہ ہو۔

جب بھی آپ کے گھر کوئی جاتا تو خود مہمان نوازی کرتے۔ لئیق عابد صاحب کہتے ہیں کہ ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اس قدر پختہ تھی کہ گویا وقت پر سوار ہوں۔ کبھی بھی کوئی ڈرافٹ، بل یا خط مکمل پڑھے بغیر دستخط نہیں کیا کرتے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ یہ افسروں کے لیے بڑی ضروری چیز ہے۔ سمیع اللہ سیال صاحب کہتے ہیں کہ اپنے اوصاف کے لحاظ سے وہ ایک عظیم انسان تھے۔ ایک ہمدرد، باہمت، ہمہ وقت خدمتِ دین کرنے والے اور خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ یہ بھی ان کی عادت تھی کہ نئے واقفین کی نہایت عمدگی سے تربیت کیا کرتے تھے۔ حضورِ انور نے فرمایا کہ مَیں نے بھی بعض واقفین کو ان کے سپرد کیا تھا ان کی بھی انہوں نے بڑی اچھی طرح تربیت کی۔

حلیم قریشی صاحب کہتے ہیں کہ انتظامی معاملات اور مالی معاملات پر بڑی سخت گرفت تھی۔ ماجد طاہر صاحب وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں کہ آپ کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، چلنا، بولنا اور خاموش رہنا خلیفۂ وقت کے ماتحت تھا۔

حضورِ انور نے کئی احباب کے رقم فرمودہ مشاہدات پیش کرنے کے بعد فرمایا کہ مَیں نے یہ چند باتیں لی تھیں، بے شمار باتیں اَور بھی ہیں۔ جو بھی باتیں بیان ہوئی ہیں ان میں کوئی مبالغہ نہیں ہے۔ ان کے ساتھ مَیں نے کام بھی کیا ہے بڑے نرم انداز میں کام سکھایا کرتے تھے۔ پھر جب ناظرِ اعلیٰ ہوگیا تو ان کا اطاعت کا نیا رویہ نظر آیا اور خلافت کے بعد تو انتہائی وفاداری کے ساتھ انہوں نے تمام حق ادا کیے۔ جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن کو سینئر سیکشن میں مدغم کرنے کے متعلق مَیں نے ان سے رائے مانگی تو انہوں نے رائے دی تھی کہ نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن جب مَیں نے فیصلہ کر دیا تو فوری طور پر، اسی وقت، چوبیس گھنٹے کے اندر اندر عمل درآمد کروایا اور مجھے رپورٹ بھی دی۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطانِ نصیر ملتے رہیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ پاکستان کے حالات کے متعلق بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد وہاں کے حالات بدلے۔ آمین

دوسری اہم بات مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وبا جو اس وقت پھیلی ہوئی ہے اس میں احمدی بھی احتیاط کا پورا حق ادا نہیں کر رہے۔ پوری احتیاط کے ساتھ ماسک پہنیں۔ بلا ضرورت سفر سے بچیں۔ سماجی فاصلہ رکھیں اور حکومت کی جاری کردہ ہدایات پر عمل کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اس وبا کو جلد دور کرے اور جو احمدی اور دوسرے بھی بیمار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو شفا عطا فرمائے۔ آمین

☆...☆...☆

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 22؍ جنوری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہو وہ حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ ٔراشد، ذوالنّورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

حضرت عثمانؓ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔ آپؓ قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہ سے فرمایا بیٹی! ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی رہو۔ یقیناً یہ میرے صحابہ میں اخلاق کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں

گیارہ مرحومین مکرم مولانا سلطان محمود انورؔ صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ ربوہ، ناظر خدمتِ درویشان ربوہ اور ناظر اصلاح و ارشاد رشتہ ناطہ ربوہ، مکرم مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان، مکرم حبیب احمد صاحب ابن محمد اسماعیل صاحب سابق امیر ومشنری انچارج نائیجیریا، مکرم بدر الزمان صاحب کارکن وکالت مال یوکے، مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کارکن شعبہ احتساب نظارت امورِ عامہ ربوہ، مکرم ڈاکٹر ابراہیم مونانگا صاحب تنزانیہ، مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ دین محمد صاحب ننگلی درویش قادیان، مکرم چودھری کرامت اللہ صاحب سابق رضا کار الفضل انٹرنیشنل، مکرم چودھری منور احمد خالد صاحب (جرمنی)، مکرمہ نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد صادق طاہر محمود ریٹائرڈ مربی سلسلہ بنگلہ دیش اور مکرم رفیع الدین بٹ صاحب (بدوملہی) کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

پاکستان اور الجزائر کے احمدیوں کی مخالفت کے پیشِ نظر دعاؤں کی مکرر تحریک

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

آج میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر شروع کروں گا۔ چند ہفتے تک یہ جاری رہے گا۔

حضرت عثمانؓ کے بارے میں پہلی بات تو یہ یاد رکھنی چاہیے کہ یہ خود جنگِ بدر میں شامل نہیں ہوئے تھے البتہ ان آٹھ خوش نصیب صحابہ میں شامل تھے جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے مالِ غنیمت میں حصہ دے کر جنگ میں شامل ہونا ہی قرار دیا تھا۔

آپ کا نام عثمان بن عفان بن ابو العاص بن اُمَیَّہ بن عبدِ شمس بن عبدِ مَناف بن قُصَیّ بن کِلاب ہے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نسب کے ساتھ پانچویں پشت پر عبدِ مَناف پر جا کر ملتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ کا نام اَرْوٰی بنت کُرَیْز تھا۔ حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم بَیْضَاء بنت عبدالمطلب تھیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔ ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ اور حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم بَیْضَاء بنت عبدالمطلب جڑواں پیدا ہوئے تھے۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ اَرْوٰی بنت کریز نے صلح حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کر لیا تھا اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ آ گئیں اور اپنے بیٹے حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں فوت ہونے تک مدینہ میں ہی قیام پذیر رہیں۔ حضرت عثمانؓ کے والد زمانۂ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لامام حجر العسقلانی، جزء ۴ صفحہ ۳۷۷، عثمان بن عفان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۵ء) (سیرۃ امیرالمؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ ۱۵، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء) (سیر الصحابہ جلد اول صفحہ 154، دارالاشاعت کراچی 2004ء) (الطبقات الکبریٰ جلد ۸ صفحہ ۱۸۲، ۱۸۳ اروی بنت کریز، ام کلثوم بن عقبہ)

حضرت عثمانؓ کی کنیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعَمرو تھی۔ جب حضرت رقیہؓ بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے بیٹے عبداللہ پیدا ہوئے تو اس کی مناسبت سے پھر مسلمانوں میں آپؓ کی کنیت ابوعبداللہ بھی معروف ہو گئی۔

(سیرۃ امیرالمؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ ۱۵، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

ابن اسحاق کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی جو غزوۂ بدر کے ایام میں وفات پا گئیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت رقیہؓ کی بہن حضرت اُمِّ کلثومؓ سے حضرت عثمان کی شادی کر دی اس وجہ سے آپؓ کو ذوالنورین کہا جانے لگا۔

(الاصابہ فی تمییز الصحابہ لامام حجر العسقلانی، جزء ۴ صفحہ ۳۷۷، عثمان بن عفان، دارالکتب العلمیۃ بیروت، ۲۰۰۵ء)

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لیے کہا جاتا تھا کہ آپؓ ہر رات نمازِ تہجد میں بہت زیادہ تلاوت قرآن کریم کیا کرتے تھے چونکہ قرآن نور ہے اور قیام اللیل بھی نور ہے اس لیے آپؓ ذوالنورین یعنی ’’دو نوروں والا‘‘ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

(سیرۃ امیرالمؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ ۱۶، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

ایک صحیح قول کے مطابق حضرت عثمانؓ کی ولادت کے بارے میں یہ بھی ایک روایت ملتی ہے کہ حضرت عثمانؓ عام الفیل کے چھ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ طائف میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً پانچ سال چھوٹے تھے۔

(سیرۃ امیرالمؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ ۱۶، الفصل الاول، المبحث الاول اسمہ ونسبہ وکنیتہ، دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

آپؓ کے قبولِ اسلام کے بارے میں یزید بن رُوْمَان روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت طلحہ بن عُبَیداللہؓ دونوں حضرت زُبیر بن عوامؓ کے پیچھے پیچھے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان دونوں کے سامنے اسلام کا پیغام پیش کیا اور انہیں قرآن کریم پڑھ کر سنایا اور انہیں اسلام کے حقوق کے بارے میں آگاہ کیا اور ان سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی عزت و اکرام کا وعدہ کیا۔ اس پر وہ دونوں، حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کی۔ پھر حضرت عثمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میں حال ہی میں ملک شام سے واپس آیا ہوں۔ جب ہم مَعَانْ اور زَرْقَاء مقام کے درمیان پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ مَعَان اردن کے جنوب میں حجاز کی حدود کے

قریب ایک شہر ہے اور زرقاء یہ معان کے ساتھ ہی واقع ہے۔ بہر حال کہتے ہیں وہاں ہم پڑاؤ کیے ہوئے تھے اور ہم سوئے ہوئے تھے کہ ایک منادی کرنے والے نے اعلان کیا کہ اے سونے والو! جاگو۔ یقیناً احمد مکہ میں ظاہر ہو چکا ہے۔ پھر جب ہم واپس پہنچے تو ہم نے آپؐ کے بارے میں سنا۔حضرت عثمانؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ اَرْقَم میں داخل ہونے سے پہلے قدیمی اسلام لانے والوں میں سے تھے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ۳۱،عثمان بن عفان،داراحیاء التراث العربی بیروت۱۹۹۶ء)

(معجم البلدان از اکرغلام جیلانی برق صفحہ۳۲۰،معجم البلدان جلد ۳ صفحہ ۲۷۴ الزرقاء دار الکتب العلمیة بیروت)

قبول اسلام کے بعد آپؓ پر ظلم بھی ہوئے۔موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفانؓ نے اسلام قبول کیا تو آپ کے چچا حَکَمْ بن ابوالعاص بن اُمَیَّہ نے آپ کو پکڑ کر رسیوں سے باندھ دیا اور کہا کیا تم اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین اختیار کرتے ہو۔ بخدا میں تمہیں ہرگز نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ تم اپنا یہ نیا دین چھوڑ نہ دو۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے کہا خدا کی قسم! میں اسے کبھی نہیں چھوڑوں گا اور نہ اس سے علیحدگی اختیار کروں گا۔حکم نے جب آپ کے دین پر مضبوطی کی یہ حالت دیکھی تو پھر مجبوراً آپ کو چھوڑ دیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ۳۱،عثمان بن عفان،داراحیاء التراث العربی بیروت،۱۹۹۶ء)

حضرت رُقَیَّہؓ سے جب آپ کی شادی ہوئی تو اس کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت سے پہلے حضرت رقیہؓ کا رشتہ ابولہب کے بیٹے عُتْبَہ سے اور ان کی بہن حضرت ام کلثومؓ کا رشتہ عُتبہ کے بھائی عُتَیْبَہ سے ہو چکا تھا۔ جب سورۃ الْمَسَدْ یعنی سورۃ اللّھب نازل ہوئی تو ان کے باپ ابولہب نے ان سے کہا کہ اگر تم دونوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں سے علیحدہ نہ ہوئے تو میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ یہ رشتے توڑ دو۔ اس پر ان دونوں نے رُخصتی سے قبل ہی دونوں بہنوں کو طلاق دے دی۔ اس کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ نے مکہ میں ہی حضرت رقیہؓ سے شادی کر لی اور ان کے ساتھ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمانؓ دونوں ہی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اَحْسَنَ زَوْجَیْنِ رَاٰھُمَا اِنْسَانٌ رُقَیَّۃُ وَزَوْجُھَا عُثْمَانُ۔ سب سے خوبصورت جوڑا جو کسی انسان نے دیکھا ہو وہ حضرت رقیہؓ اور ان کے شوہر حضرت عثمانؓ ہیں۔

(شرح علامہ زرقانی جزء ۴ صفحہ ۳۲۳،۳۲۲ باب فی ذکر اولادہ الکرام، دارالکتب العلمیة بیروت۱۹۹۶ء)

عبدالرحمٰن بن عثمان قرشی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے۔ وہ اس وقت حضرت عثمانؓ کا سر دھو رہی تھیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی! ابوعبداللہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی رہو۔ یقیناً یہ میرے صحابہ میں اخلاق کے لحاظ سے مجھ سے سب سے زیادہ مشابہ ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی جزء۱ صفحہ۷۶ حدیث۹۸ داراحیاء التراث العربی ۲۰۰۲ء)

ہجرت کے واقعہ کے بارے میں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ آپ کے صحابہ کو آزمائش پہنچ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مقام و مرتبہ کی وجہ سے اور اپنے چچا ابوطالب کی وجہ سے آپؐ عافیت میں تھے۔یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو عافیت میں تھے اور یہ کہ جس آزمائش میں صحابہ تھے اسے روکنے کی آپؐ قدرت اور طاقت نہیں رکھتے تھے۔ گو خود تو کچھ حد تک امن میں تھے لیکن صحابہ پر جو ظلم ہو رہے تھے ان ظلموں کو روکنے کی آپ میں طاقت نہیں تھی۔ اس پر آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم حبشہ کی سرزمین کی طرف نکلو تو وہاں ایک ایسا بادشاہ ہے جس کے ہاں کسی ایک پر ظلم نہیں کیا جاتا اور وہ سچائی کی سرزمین ہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس آزمائش سے فراخی عطا فرما دے گا جس میں تم لوگ ہو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب فتنہ کے خوف سے اور اپنے دین کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی طرف فرار کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے حبشہ کی سرزمین کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ اسلام میں ہونے والی پہلی ہجرت تھی۔

حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابہ میں حضرت عثمانؓ اپنی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل تھے۔

(السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ۲۳۷-۲۳۸ باب ذکر الہجرة الاولیٰ الی ارض الحبشہ دارالکتب العلمیة بیروت۲۰۰۱ء)

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ حبشہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے تو ان کے ساتھ حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی خبر پہنچنے میں تاخیر ہوگئی۔ پتہ نہیں لگ رہا تھا کہ ہجرت کی ہے تو کہاں تک پہنچے ہیں، کیا حال ہے؟ تو آپ باہر نکل کر ان کے متعلق خبر کا انتظار کرتے رہتے۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے آپ کو ان کے بارے میں بتایا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد عثمان وہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے اہل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کی ہے۔

(مجمع الزوائد و منبع الفوائد جزء۹ صفحہ۵۸، کتاب المناقب باب هجرته، حدیث نمبر۱۴۴۹۸ دارالکتب العلمیة بیروت۲۰۰۱ء)

حضرت سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عَفَّانؓ نے ارضِ حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ رقیہ کو بھی ہمراہ لے جاؤ۔ میرا خیال ہے کہ تم میں سے ایک اپنے ساتھی کا حوصلہ بڑھاتا رہے گا۔یعنی دونوں ہوں گے تو ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھاتے رہو گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابوبکرؓ کو فرمایا کہ جاؤ اور ان دونوں کی خبر لاؤ کہ چلے گئے ہیں؟ کہاں تک پہنچے ہیں؟ کیا حالات ہیں باہر کے؟ حضرت اسماءؓ جب واپس آئیں تو حضرت ابوبکر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عثمانؓ ایک خچر پر پالان ڈال کر حضرت رقیہؓ کو اس پر بٹھا کر سمندر کی طرف نکل گئے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! حضرت لوطؑ اور حضرت ابراہیمؑ کے بعد یہ دونوں ہجرت کرنے والوں میں سب سے پہلے ہجرت کرنے والے ہیں۔

(مستدرك جزء ۴ صفحہ ۴۱۴ کتاب معرفة الصحابہ باب ذکر رقیہ بنت رسول اللّٰہ حدیث ۶۹۹۹ دار الفکر بیروت ۲۰۰۲ء)

پھر حبشہ سے ان کی واپسی کا واقعہ بھی بیان ہوا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جن صحابہ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی انہیں خبر پہنچی کہ مکہ والے اسلام لے آئے ہیں۔ اس پر یہ مہاجرین حبشہ سے مکہ کی طرف واپس لوٹے۔ جب وہ مکہ کے قریب پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اس پر یہ لوگ پوشیدہ طور پر یا کسی کی امان میں آ کر مکہ میں داخل ہوئے۔ ان میں سے بعض تو ایسے تھے کہ جنہوں نے پھر مدینہ ہجرت کی اور بدر اور احد کی جنگ میں آپ کے ساتھ یعنی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اور بعض ایسے تھے جن کو کفار نے مکہ میں ہی روک لیا اور وہ جنگ بدر وغیرہ میں شریک نہیں ہو سکے۔حبشہ سے آ کر پھر مکہ سے مدینہ ہجرت کرنے والوں میں حضرت عثمانؓ اور ان کی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھیں۔

(السیرة النبویة لابن ہشام صفحہ۲۶۵-۲۶۶ دارالکتب العلمیة بیروت۲۰۰۱ء)

حضرت عثمانؓ حبشہ میں چند سال رہے۔ کتاب میں ایک جگہ یہ لکھا ہے کہ چند سال رہے۔ اس کے بعد جب بعض صحابہؓ قریش کے اسلام کی غلط خبر پا کر اپنے وطن واپس آئے تو حضرت عثمانؓ بھی آ گئے۔ یہاں آ کر معلوم ہوا کہ یہ خبر جھوٹی ہے۔ اس بنا پر بعض صحابہ پھر حبشہ کی طرف لوٹ گئے مگر حضرت عثمانؓ مکہ میں ہی رہے یہاں تک کہ مدینہ کی ہجرت کا سامان پیدا ہو گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کا ارشاد فرمایا تو حضرت عثمانؓ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے۔

(سیر الصحابہ جلد اوّل (خلفائے راشدین) صفحہ 178 ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور پاکستان)

ایک روایت میں یہ ذکر ملتا ہے کہ حضرت عثمانؓ دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ 31، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، 1996ء)

لیکن اکثر کتب سیرت میں حضرت عثمانؓ کی حبشہ کی طرف اس دوسری ہجرت کا ذکر نہیں ہے۔ ویسے بھی ہجرت حبشہ ثانیہ کا جو پس منظر اور تفصیلات کتب سیرت و حدیث میں بیان ہوئی ہیں، محتاط سیرت نگار اس کو من وعن اس طرح تسلیم نہیں کرتے کیونکہ درایتاً ایسا ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ ہجرت حبشہ کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جو اپنی تحقیق کی ہے گو اس میں سے کچھ حصہ مَیں پہلے گذشتہ بعض صحابہ کے ذکر میں کر چکا ہوں لیکن بہرحال یہاں بھی ذکر ضروری ہے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کی تحقیق یہ ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ’’جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی اور قریش اپنی ایذاء رسانی میں ترقی کرتے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے فرمایا کہ وہ حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں اور فرمایا کہ حبشہ کا بادشاہ عادل اور انصاف پسند ہے۔ اس کی حکومت میں کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ حبشہ کا ملک جو انگریزی میں ایتھوپیا یا ابی سینیا کہلاتا ہے براعظم افریقہ کے شمال مشرق میں واقع ہے اور جائے وقوع کے لحاظ سے جنوبی عرب کے بالکل مقابل پر ہے اور درمیان میں بحیرۂ احمر کے سوا کوئی اور ملک حائل نہیں ہوتا۔ اس زمانہ میں حبشہ میں ایک مضبوط عیسائی حکومت قائم تھی اور وہاں کا بادشاہ نجاشی کہلاتا تھا بلکہ اب تک بھی وہاں کا حکمران اسی نام سے پکارا جاتا ہے۔‘‘ یعنی جب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ لکھا۔ ’’حبشہ کے ساتھ عرب کے تجارتی تعلقات تھے اور

ان ایام میں...... حبشہ کا دارالسلطنت اکسوم (Axsum) تھا جو موجودہ شہر عدوا (Adowa) کے قریب واقع ہے اور اب تک ایک مقدس شہر کی صورت میں آباد چلا آتا ہے۔ اکسوم اُن دنوں میں ایک بڑی طاقتور حکومت کا مرکز تھا اور اس وقت کے نجاشی کا ذاتی نام اصحمہ تھا۔ جو ایک عادل، بیدار مغز اور مضبوط بادشاہ تھا۔ بہرحال جب مسلمانوں کی تکلیف انتہا کو پہنچ گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا کہ جن جن سے ممکن ہو حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے پر ماہ رجب 5/نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ان میں سے زیادہ معروف کے نام یہ ہیں: حضرت عثمانؓ بن عفّان اور ان کی زوجہ رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، عبدالرحمٰن بن عوف، زُبیر ابن العوام، ابو حذیفہ بن عُتبہ، عثمان بن مظعُون، مُصعَب بن عُمَیر، ابو سَلَمہ بن عَبدُالاَسَد اور ان کی زوجہ اُمِّ سَلَمہ۔" مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ ایک عجیب بات ہے کہ ان ابتدائی مہاجرین میں زیادہ تر تعداد ان لوگوں کی تھی جو قریش کے طاقتور قبائل سے تعلق رکھتے تھے اور کمزور لوگ کم نظر آتے ہیں جس سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے۔ اول یہ کہ طاقتور قبائل سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی قریش کے مظالم سے محفوظ نہ تھے۔ دوسرے یہ کہ کمزور لوگ مثلاً غلام وغیرہ اس وقت ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں تھے کہ ہجرت کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے۔

جب یہ مہاجرین جنوب کی طرف سفر کرتے ہوئے شُعَیبَہ پہنچے جو اس زمانہ میں عرب کی ایک بندرگاہ تھی تو اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ ان کو ایک تجارتی جہاز مل گیا جو حبشہ کی طرف روانہ ہونے کو بالکل تیار تھا۔ چنانچہ یہ سب امن سے اس میں سوار ہو گئے اور جہاز روانہ ہو گیا۔ قریش مکہ کو ان کی ہجرت کا علم ہوا تو سخت برہم ہوئے کہ یہ شکار مفت میں ہاتھ سے نکل گیا۔ چنانچہ انہوں نے ان مہاجرین کا پیچھا کیا مگر جب ان کے آدمی ساحل پر پہنچے تو جہاز روانہ ہو چکا تھا اس لئے خائب و خاسر واپس لوٹے۔ حبشہ میں پہنچ کر مسلمانوں کو نہایت امن کی زندگی نصیب ہوئی اور خدا خدا کر کے قریش کے مظالم سے چھٹکارا ملا۔ لیکن جیسا کہ بعض مؤرخین نے بیان کیا ہے ابھی ان مہاجرین کو حبشہ میں گئے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک اڑتی ہوئی افواہ ان تک پہنچی کہ تمام قریش مسلمان ہو گئے ہیں اور مکہ میں اب بالکل امن وامان ہے۔ اس خبر کا یہ نتیجہ ہوا کہ اکثر مہاجرین بلاسوچے سمجھے واپس آ گئے۔ جب یہ لوگ مکہ کے پاس پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی۔ اب ان کے لئے بڑی مصیبت کا سامنا تھا۔ بالآخر بعض تو راستہ میں سے ہی واپس لوٹ گئے اور بعض چھپ چھپ کر یا کسی ذی اثر اور طاقتور شخص کی حمایت میں ہو کر مکہ میں آ گئے۔ یہ شوال 5/نبوی کا واقعہ ہے۔ یعنی آغاز ہجرت اور مہاجرین کی واپسی کے درمیان صرف ڈھائی تین ماہ کا فاصلہ ہے......

گو حقیقتاً یہ افواہ بالکل جھوٹی اور بے بنیاد تھی جو مہاجرینِ حبشہ کو واپس لانے اور ان کو تکلیف میں ڈالنے کی غرض سے قریش نے مشہور کر دی ہو گی بلکہ زیادہ غور سے دیکھا جاوے تو اس افواہ اور مہاجرین کی واپسی کا قصہ ہی بے بنیاد نظر آتا ہے۔ لیکن اگر اسے صحیح سمجھا جاوے تو ممکن ہے کہ اس کی تہ میں وہ واقعہ ہو جو بعض احادیث میں بیان ہوا ہے۔" اگر اس طرح دیکھا جائے، اگر اس کو صحیح مانا جائے تو بعضوں کی جو یہ روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ چند سال ٹھہرے وہ روایت پھر غلط نکلتی ہے اور اگر اس کو غلط سمجھا جائے تو پھر تین چار مہینے میں واپس آ گئے لیکن بہرحال حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ یہ بات غلط ہی ہے۔ وہ لکھتے ہیں "اگر اسے صحیح سمجھا جاوے تو ممکن ہے کہ اس کی تہ میں وہ واقعہ ہو جو بعض احادیث میں بیان ہوا ہے۔ اور وہ جیسا کہ بخاری میں آتا ہے یہ ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحن کعبہ میں سورۂ نجم کی آیات تلاوت فرمائیں۔ اس وقت وہاں کئی ایک رؤسائے کفار بھی موجود تھے اور بعض مسلمان بھی تھے۔ جب آپؐ نے سورت ختم کی تو آپؐ نے سجدہ کیا اور آپؐ کے ساتھ ہی تمام مسلمان اور کافر بھی سجدہ میں گر گئے۔" بہرحال "کفار کے سجدہ کی وجہ حدیث میں بیان نہیں ہوئی" کہ وہ کیوں گر گئے "لیکن معلوم ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت پُر اثر آواز میں آیاتِ الٰہی کی تلاوت فرمائی اور وہ آیات بھی ایسی تھیں جن میں خصوصیت کے ساتھ خدا کی وحدانیت اور اس کی قدرت و جبروت کا نہایت فصیح و بلیغ رنگ میں نقشہ کھینچا گیا تھا اور اس کے احسانات یاد دلائے گئے تھے اور پھر ایک نہایت پُر رعب و پُر جلال کلام میں قریش کو ڈرایا گیا تھا کہ اگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو ان کا وہی حال ہو گا جو ان سے پہلے ان قوموں کا ہوا جنہوں نے خدا کے رسولوں کی تکذیب کی اور پھر آخر میں ان آیات میں حکم دیا گیا تھا کہ آؤ اور اللہ کے سامنے سجدہ میں گر جاؤ اور ان آیات کی تلاوت کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سب مسلمان یکلخت سجدہ میں گر گئے تو اس کلام اور اس نظارہ کا ایسا ساحرانہ اثر قریش پر ہوا کہ وہ بھی بے اختیار ہو کر مسلمانوں کے ساتھ سجدہ میں گر گئے اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایسے موقعوں پر ایسے حالات کے ماتحت...... بسا اوقات انسان کا قلب مرعوب ہو جاتا ہے اور وہ بے اختیار ہو کر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے جو دراصل اس کے اصول و مذہب کے خلاف ہوتی ہے......" ضروری نہیں ہوتا کہ اس کو مان کے یہ حرکت ہوئی ہو۔ بے اختیاری میں بعض دفعہ حرکت ہو جاتی ہے۔ "بعض اوقات ایک سخت اور ناگہانی آفت کے وقت ایک دہریہ بھی اللہ اللہ یا رام رام پکار اٹھتا ہے۔" میں نے بھی بعض دہریوں سے پوچھا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ بالکل ٹھیک بات ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمیں خدا پر یقین نہیں لیکن کوئی ایسی خطرناک حالت ہو تو بے اختیار منہ سے خدا کا لفظ نکل آتا ہے۔ تو بہرحال "قریش تو دہریہ نہ تھے بلکہ بہرحال خدا کی ہستی کے قائل تھے۔ پس جب اس پُر رعب اور پُر جلال کلام کی تلاوت کے بعد مسلمانوں کی جماعت یکلخت سجدہ میں گر گئی تو اس کا ایسا ساحرانہ اثر ہوا کہ ان کے ساتھ قریش بھی بے اختیار ہو کر سجدہ میں گر گئے لیکن ایسا اثر عموماً وقتی ہوتا ہے اور انسان پھر جلد ہی اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا اور سجدہ سے اٹھ کر قریش پھر وہی بت پرست کے بت پرست تھے۔" یہ نہیں کہ وہ مؤحد بن گئے تھے۔

"بہرحال یہ ایک واقعہ ہے جو صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ پس اگر مہاجرین حبشہ کی واپسی کی خبر درست ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد قریش نے جو مہاجرین حبشہ کے واپس لانے کے لیے بیتاب ہو رہے تھے اپنے اس فعل کو آڑ بنا کر خود ہی یہ افواہ مشہور کر دی ہو گی کہ قریش مکہ مسلمان ہو گئے ہیں اور یہ کہ اب مکہ میں مسلمانوں کے لئے بالکل امن ہے اور جب یہ افواہ مہاجرینِ حبشہ کو پہنچی تو وہ طبعاً اسے سن کر بہت خوش ہوئے اور سنتے ہی خوشی کے جوش میں واپس آ گئے لیکن جب وہ مکہ کے پاس پہنچے تو حقیقتِ امر سے آگاہی ہوئی جس پر بعض تو چھپ چھپا کر اور بعض کسی طاقتور اور صاحب اثر رئیس قریش کی حفاظت میں ہو کر مکہ میں آ گئے اور بعض واپس چلے گئے۔ پس اگر قریش کے مسلمان ہو جانے کی افواہ میں کوئی حقیقت تھی تو وہ صرف اسی قدر تھی جو سورۂ نجم کی تلاوت پر سجدہ کرنے والے واقعہ میں بیان ہوئی ہے۔ واللّٰہ اعلم۔

بہرحال اگر مہاجرین حبشہ واپس آئے بھی تھے تو ان میں سے اکثر پھر واپس چلے گئے اور چونکہ قریش دن بدن اپنی ایذارسانی میں ترقی کرتے جاتے تھے اور ان کے مظالم روز بروز بڑھ رہے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر دوسرے مسلمانوں نے بھی خفیہ خفیہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی اور موقع پا کر آہستہ آہستہ نکلتے گئے۔ یہ ہجرت کا سلسلہ ایسا شروع ہوا کہ بالآخر ان مہاجرین حبشہ کی تعداد ایک سو ایک تک پہنچ گئی جن میں اٹھارہ عورتیں بھی تھیں اور مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہت ہی تھوڑے مسلمان رہ گئے۔ اس ہجرت کو بعض مؤرخین ہجرت حبشہ ثانیہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں......"

پھر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنا ایک تجزیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایک اور بات ہے جو اس افواہ اور مہاجرین کی واپسی کے قصہ کو سرے سے ہی مشتبہ کر دیتی ہے اور وہ یہ کہ تاریخ میں ہجرت حبشہ کے آغاز کی تاریخ رجب 5/نبوی اور سجدہ کی تاریخ رمضان 5/نبوی بیان ہوئی ہے اور پھر تاریخ میں ہی یہ بات بھی بیان ہوئی ہے کہ اس افواہ کے نتیجہ میں مہاجرین حبشہ کی واپسی شوال 5 نبوی میں ہوئی تھی۔ گویا آغاز ہجرت اور واپسی مہاجرین کے زمانوں میں صرف دو سے لے کر تین ماہ کا فاصلہ تھا اور اگر سجدہ کی تاریخ سے زمانہ کا شمار کریں تو یہ عرصہ صرف ایک ہی ماہ کا بنتا ہے۔ اب اس زمانہ کے حالات کے لحاظ سے یہ قطعی طور پر ناممکن ہے کہ مکہ اور حبشہ کے درمیان اس قلیل عرصہ میں تین سفر مکمل ہو سکے ہوں۔ یعنی سب سے پہلے مسلمان مکہ سے حبشہ پہنچے۔ اس کے بعد کوئی شخص قریش کے اسلام کی خبر لے کر مکہ سے حبشہ گیا اور پھر مسلمان حبشہ سے روانہ ہو کر مکہ میں واپس آئے۔ ان تین سفروں کی تکمیل قطع نظر اس عرصہ کے جو زائد امور میں صرف ہو جاتا ہے" تیاری بھی ہوتی ہے اور چیزیں ہیں "اس قلیل عرصہ میں قطعاً ناممکن تھی اور اس سے بھی زیادہ یہ بات ناممکن تھی کہ سجدہ کے زمانہ سے لے کر مہاجرین حبشہ کی مزعومہ واپسی تک دو سفر مکمل ہو سکے ہوں کیونکہ اس زمانہ میں مکہ سے حبشہ جانے کے لئے پہلے جنوب میں آنا پڑتا تھا اور پھر وہاں سے کشتی لے کر جو ہر وقت موجود نہیں ملتی تھی بحر احمر کو عبور کر کے افریقہ کے ساحل تک جانا ہوتا تھا اور پھر ساحل سے لے کر حبشہ کے دارالسلطنت اکسوم تک جو ساحل سے کافی فاصلہ پر ہے پہنچنا پڑتا تھا اور اس زمانہ کے آہستہ سفروں کے لحاظ سے

اِس قسم کا ایک سفر بھی ڈیڑھ دو ماہ سے کم عرصہ میں ہر گز مکمل نہیں ہوسکتا تھا۔ اِس جہت سے گویا یہ قصہ سرے سے ہی غلط اور بے بنیاد قرار پاتا ہے لیکن اگر بالفرض اِس میں کوئی حقیقت تھی بھی تو وہ یقیناً اس سے زیادہ نہیں تھی جو اوپر بیان کی گئی ہے۔ واللہ اعلم‘‘

(سیرت خاتم النبیین صفحہ 146 تا 152)

بہرحال اس کی وجوہات جو بھی تھیں کچھ عرصہ کے بعد حضرت عثمانؓ کی حبشہ سے واپسی ہوگئی اور پھر حضرت عثمانؓ کی مدینہ کی طرف ہجرت اور مؤاخات کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ قبیلہ بنونجار میں حضرت حَسّان بن ثابتؓ کے بھائی حضرت اَوس بن ثابتؓ کے گھر ٹھہرے۔

موسیٰ بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے مابین عقدِ مؤاخات قائم فرمایا تھا۔ ایک روایت کے مطابق حضرت شدّاد بن اوسؓ کے والد حضرت اَوس بن ثابتؓ اور حضرت عثمانؓ کے مابین عقدِ مؤاخات قائم فرمایا گیا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابو عُبادہ سعد بن عثمان زُرَقی سے حضرت عثمانؓ کا عقدِ مؤاخات قائم ہوا تھا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۱، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

ایک روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کی مؤاخات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ قائم فرمائی تھی۔ چنانچہ طبقات کبریٰ میں لکھا ہے کہ ابنِ لَبِیْبَہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان بن عفانؓ محصور ہو گئے یعنی جب دشمنوں نے آپ کو محصور کر دیا، ہر طرح کی پابندی لگادی تو آخری دنوں میں آپ نے ایک اونچی کوٹھڑی کے روشن دان سے جھانک کر لوگوں سے پوچھا کیا تم میں طلحہ ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں ہے۔ آپؓ نے انہیں فرمایا کہ تمہیں اللہ کی قَسم دے کر پوچھتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا کہا کہ کیا آپ کو علم ہے ناں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تھی تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہمراہ میری مؤاخات قائم فرمائی تھی۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو اپنے ساتھ مؤاخات میں رکھا تھا۔ اس پر حضرت طلحہؓ نے کہا کہ واللہ یہ درست ہے۔ اس پر حضرت طلحہؓ سے پوچھا گیا حضرت عثمانؓ کے گھر کو گھیرے ہوئے جو ارد گرد مخالفین تھے انہوں نے ان سے پوچھا، جواب طلبی کی کہ تم نے یہ کیا کیا؟ تو حضرت طلحہؓ نے بڑی جرأت سے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے قسم لے کر پوچھا تھا اور جس بات کے بارے میں پوچھا تھا وہ میری آنکھوں کے سامنے ہوئی تھی تو کیا میں اس کی شہادت نہ دیتا؟

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۸، ذکر ما قیل لعثمان فی الخلع، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

میں تو جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔ جو تم نے مخالفت کرنی ہے کرلو۔

حضرت رقیہؓ کی وفات اور حضرت ام کلثومؓ سے شادی کے واقعہ کا ذکر اس طرح ملتا ہے کہ عبداللہ بن مُکْنِفْ بن حَارِثَہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ بدر کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت عثمانؓ کو اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کے پاس چھوڑا۔ وہ بیمار تھیں اور انہوں نے اس روز وفات پائی جس دن حضرت زید بن حارِثہؓ مدینہ کی طرف اس فتح کی خوشخبری لے کر آئے جو بدر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے لیے بدر کے مال غنیمت میں حصہ مقرر فرمایا اور آپ کا حصہ جنگِ بدر میں شامل ہونے والوں کے برابر تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن عفانؓ کے ساتھ اپنی صاحبزادی حضرت ام کلثوم کی شادی کر دی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۲، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ سے مسجد کے دروازے پر ملے اور فرمانے لگے کہ عثمان یہ جبریل ہیں انہوں نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ام کلثوم کا نکاح رُقَیَّہ جتنے حق مہر پر اور اس سے تمہارے حسن سلوک پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے۔

(سنن ابن ماجہ افتتاح الکتاب فضل عثمان رضی اللہ عنہ حدیث نمبر ۱۱۰)

یعنی دوسری بیٹی کا نکاح بھی اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت عثمانؓ سے کر دیا جائے۔

حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم کی شادی حضرت عثمانؓ سے کی تو آپ نے حضرت ام ایمنؓ سے فرمایا میری بیٹی ام کلثوم کو تیار کر کے عثمان کے ہاں چھوڑ آؤ اور اس کے سامنے دف بجاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن کے بعد حضرت ام کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ اے میری پیاری بیٹی! تم نے اپنے شوہر کو کیسا پایا؟ ام کلثوم نے عرض کیا وہ بہترین شوہر ہیں۔

(سیرۃ امیرالمؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ ۴۱، الفصل الاول، ذوالنورین عثمان بن عفان بین مکۃ والمدینۃ زواجہ من ام کلثوم سنۃ ۳ھ، دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

حضرت ام کلثومؓ حضرت عثمانؓ کے ہاں 9/ہجری تک رہیں اس کے بعد وہ بیمار ہو کر وفات پا گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر کے پاس بیٹھے۔ حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام کلثومؓ کی قبر کے پاس اس حال میں بیٹھے ہوئے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھیں اشکبار تھیں۔

(سیرۃ امیرالمؤمنین عثمان بن عفان شخصیتہ وعصرہ از علی محمد الصلابی، صفحہ ۴۲، المبحث الثالث: ملازمتہ للنبی ﷺ فی المدینۃ/ وفاۃ ام کلثوم، دارالمعرفۃ بیروت ۲۰۰۶ء)

بخاری کی ایک روایت میں اس واقعہ کا یوں ذکر ہوا ہے کہ ہلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ وہ کہتے تھے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے جنازے پر موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔

(صحیح البخاری کتاب الجنائز باب من یدخل قبر المرأۃ، حدیث نمبر 1342، اردو ترجمہ صحیح البخاری جلد 2 صفحہ 663 شائع کردہ نظارت اشاعت ربوہ)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام کلثومؓ کی وفات پر فرمایا: اگر میری کوئی تیسری بیٹی ہوتی تو میں اس کی شادی بھی عثمان سے کروا دیتا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث صفحہ ۳۲، عثمان بن عفان، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۶ء)

حضرت ابنِ عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ سے گزرے تو دیکھا کہ حضرت عثمانؓ وہاں بیٹھے تھے اور حضرت ام کلثومؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے غم میں رو رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ آپ کے دونوں ساتھی یعنی حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے عثمان! تم کس وجہ سے رو رہے ہو؟ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ میرا آپؐ سے دامادی کا تعلق ختم ہو گیا ہے۔ دونوں بیٹیاں فوت ہوگئیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ مت رو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں اور ایک ایک کر کے فوت ہو جاتیں تو میں ہر ایک کے بعد دوسری کو تجھ سے بیاہ دیتا یہاں تک کہ سو میں سے ایک بھی باقی نہ رہتی۔

(کنزالعمال جزء ۱۳ صفحہ ۲۱ کتاب الفضائل فضائل الصحابۃ، فضائل ذوالنورین عثمان بن عفان حدیث نمبر ۳۶۲۰۱ دارالکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۴ء)

بہرحال یہ ایک محبت کا اظہار تھا جو دونوں طرف سے ہوا۔ ایک فکر تھی حضرت عثمانؓ کی۔ اس رشتہ کا جو تعلق تھا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم رکھا اور یہ یقین دہانی کرائی کہ یہ تعلق تو قائم ہے۔ باقی ذکر ان شاء اللہ آئندہ ہوگا۔

جیسا کہ میں ہر جمعہ میں تحریک کر رہا ہوں۔ دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ پاکستان کے لوگوں کے لیے، احمدیوں کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔ مخالفین تو اپنی طرف سے اپنے زعم میں دائرہ تنگ کر رہے ہیں لیکن ان کو نہیں پتہ کہ ایک بالا ہستی بھی ہے، خدا تعالیٰ بھی ہے جس کی تقدیر بھی چل رہی ہے اور اس کا دائرہ بھی ان کے اوپر تنگ ہو رہا ہے اور وہ دائرہ جب تنگ ہوتا ہے تو پھر اس سے کوئی فرار نہیں ہوسکتی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو عقل دے اور یہ لوگ ابھی بھی عقل سے کام لیں، انصاف سے کام لیں اور بلاوجہ کی ظلم اور تعدی سے باز آئیں۔ اسی طرح الجزائر کے لوگوں کے لیے بھی دعا کریں۔ ان کا ایمان سلامت رہے۔ اسی طرح بعض اور جگہوں پر بھی احمدیوں کی کافی زیادہ مخالفت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر لحاظ سے محفوظ رکھے۔

نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ان کا ذکر بھی یہاں کر دیتا ہوں۔ پہلا ذکر مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب کا ہے۔ سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ اور ناظر خدمت درویشاں بھی تھے

اور ناظر اصلاح و ارشاد رشتہ ناطہ بھی رہے۔ 11؍جنوری کو ربوہ میں تقریباً 88 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

ان کے والد کا نام چوہدری محمد دین تھا اور والدہ کا نام رحمت بی بی تھا۔ ان کے والد نے 1928ء میں حضرت خلیفۃ ثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور احمدیت میں داخل ہوئے تھے۔ حضرت مولانا سلطان محمود انور صاحب آپ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ مولانا سلطان محمود انور صاحب نے مڈل تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد وقف کر کے اپریل 1946ء میں مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لے لیا۔ پاکستان بننے کے بعد احمد نگر میں جامعہ احمدیہ میں چلے گئے جہاں سے 1952ء میں مولوی فاضل کا امتحان دیا اور اپریل 1956ء میں جامعہ احمدیہ سے شاہد کی ڈگری حاصل کی۔ ان کی شادی وہیں محمودہ شوکت صاحبہ بنت چوہدری سعد الدین صاحب سے ہوئی۔ ان کا نکاح مولانا جلال الدین صاحب شمسؓ نے 1960ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر پڑھایا۔ ان کی اولاد میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ایک بیٹے ان کے حسان محمود واقف زندگی ہیں۔ ربوہ میں تحریک جدید کے دفاتر میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مکرم مولانا صاحب کی پہلی تقرری گجرات میں ہوئی تھی۔ نیز آپ نے بطور مربی سلسلہ پاکستان کے مختلف شہروں میں خدمات سرانجام دیں۔ 1974ء سے 1978ء تک یہ گھانا میں بھی رہے۔ اس دور میں جب میں بھی وہاں تھا یہ وہاں تھے اور میں نے دیکھا ہے کہ بڑے بے نفس ہو کے انہوں نے وہاں خدمت کی۔ 1982ء سے 1983ء تک یہ سیکرٹری مجلس کارپرداز بھی رہے۔ پھر 83ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔ 1983ء سے 98ء تک یہ ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ رہے۔ پھر اس کے بعد 2011ء تک ناظر خدمت درویشاں رہے۔ پھر 2011ء سے 17ء تک ناظر رشتہ ناطہ رہے اور بیماری کی وجہ سے 2017ء میں ریٹائرڈ ہو گئے تھے۔ ان کو تبلیغ کرنے کا ملکہ، لوگوں سے بات چیت کرنے کا ملکہ، تقریر کا ملکہ بھی بہت تھا۔ ان کے متعدد ایسے واقعات ہیں کہ مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے اور علماء سے ان کی اختلافی مسائل پر گفتگو ہوتی اور بڑے ٹھوس اور علمی جواب دیتے۔ بڑے اچھے مقرر تھے جیسا کہ میں نے کہا۔ سامعین کو، سننے والوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ مربیان جو ان کے ساتھ کام کرنے والے ہیں وہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ ہمیں ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ ہر ایک نے یہی لکھا کہ انتہائی شفقت کا سلوک ہم سے فرماتے تھے اور خود بھی تہجد اور عبادت کرنے والے اور لوگوں کو، مربیان کو بھی خاص طور پر تہجد اور عبادت کی تلقین کیا کرتے تھے۔ ان کا خلافت سے وفا اور اطاعت کا ایک غیر معمولی معیار تھا۔ خلافت رابعہ میں ذرا سا ابتلا بھی ان پہ آیا لیکن کامل اطاعت کے ساتھ انہوں نے وہ دور گزارا اور ماتحت رہ کر بھی کام کیا بلکہ ان کو کسی نے کہا بھی کہ آپ پہلے ناظر تھے اب آپ کو ناظر کی بجائے کسی ناظر کے ماتحت کام کرنا پڑ رہا ہے تو مجھے مربیان نے بھی لکھا ہے اور ان کی ایک بیٹی نے بھی لکھا تھا کہ انہوں نے کہا کہ خلیفہ وقت زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ کس کی کہاں کیا ضرورت ہے۔ میں نے وقف کیا ہوا ہے مجھے چاہے جھاڑو دینے پہ لگا دیا جائے میں تو وہی کام کروں گا جس کا خلیفہ وقت کا ارشاد ہے اور اللہ تعالیٰ نے پھر بہتر حالات کیے اور ان کی اس کامل وفا اور اطاعت کے نمونے کو میں سمجھتا ہوں قبولیت کا رنگ ملا اور پھر دوبارہ صدر انجمن احمدیہ کے ممبر بھی بنے اور ناظر بھی بنے۔ جہاں بھی رہے، کراچی میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی تو امیر کے ساتھ ان کا مکمل تعاون اور اطاعت کا نمونہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ نے بعض علمی کام بھی کیے ہوئے ہیں، تصنیفات لکھی ہیں۔ ان کی ایک تصنیف ’’کلمہ طیبہ کی عظمت کا قیام احمدی کی پہچان ہے‘‘، ان کی دوسری کتاب ہے ’’اللہ تعالیٰ، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم اور خانہ کعبہ‘‘۔ پھر ان کی ایک کتاب ہے ’’جماعت احمدیہ کی تعداد کا مسئلہ‘‘۔ پھر ایک کتاب ہے ’’نفاذ شریعت میں ناکامی کے اسباب‘‘، پھر ان کی ایک کتاب ہے ’’توہین رسالت کی سزا‘‘۔ بہر حال یہ ان کی تصانیف ہیں۔ علمی کام بھی انہوں نے کیے جیسا کہ میں نے کہا بہت ٹھوس کام کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے رحم اور مغفرت کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مولانا محمد عمر صاحب سابق ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان کا ہے جو پی کے ابراہیم صاحب کے بیٹے تھے۔ 12؍جنوری کو 87 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق کیرالہ سے تھا۔ ان کے والد ابراہیم کُٹی صاحب تھے جو جماعت کے سخت مخالفین اور معاندین میں سے تھے۔ مولانا صاحب کی ولادت سے دس سال پہلے ان کے والد تجارت کے سلسلہ میں بمبئی گئے۔ ان دنوں بمبئی میں کافی احمدی تجارت کرتے تھے۔ بمبئی میں مالا بار کے ہی بعض احمدیوں سے ان کی ملاقات ہوئی اور عقائد احمدیہ کے متعلق تبادلہ خیال ہوا اور 1924ء میں جب حضرت خلیفہ ثانیؓ بمبئی تشریف لے گئے۔ اس وقت حضور کے دست مبارک پر موصوف کو بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ بعد ازاں ان کو قادیان میں بھی زیارت کی توفیق ملی۔

مولانا عمر صاحب 1954ء میں قادیان آئے جبکہ تقسیم ملک کے بعد مدرسہ احمدیہ کا از سر نو اجرا ہو چکا تھا۔ 1955ء میں مدرسہ میں داخل ہوئے اور 1961ء میں مدرسہ احمدیہ اور پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کرنے کے بعد ایک سال تک مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ طالبعلمی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی کی خواہش پر مرحوم کو تقریباً ایک سال تک روزانہ صبح ان کے گھر قرآن کریم سنانے کی توفیق ملی۔ 1962ء سے میدان تبلیغ میں خدمت کا سلسلہ شروع کیا۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں کام کیا اور بڑے کامیاب مبلغ کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔ تبلیغی جلسوں میں ان کی تقاریر ہوتی تھیں۔ مناظرہ یادگیر میں شرکت کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خصوصی رہنمائی میں کوئمبٹور کے تاریخی مناظرہ میں جو کہ مسلسل نو دن تک جاری رہا اور جس میں خاص طور پر مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور حافظ مظفر صاحب بھی مرکز سے نمائندے گئے ہوئے تھے ان کے ساتھ انہوں نے بہت اہم کام کیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک جگہ ان کے کام کو سراہتے ہوئے اپنے خطبہ میں فرمایا تھا کہ بعض جماعتیں ہیں جہاں ایک ہی آدمی ہے جو فوری طور پر اکیلا سارا بوجھ اٹھاتا ہے اور تراجم کر کے یعنی خطبات کا ترجمہ کر کے فوری طور پہ پھر کثرت سے شائع کرتا ہے اور ایسی جماعتوں کا خدا تعالیٰ کے فضل سے معیار ترقی پر ہے کیونکہ ان کو فوری خلیفہ وقت کا خطبہ مل جاتا ہے اور اس سے ساری جماعت کو پتہ لگ جاتا ہے کہ کیا ہو رہا ہے۔ ساؤتھ انڈیا میں ہماری ایسی جماعتیں جو اردو نہیں سمجھتیں وہاں ہمارے مولوی محمد عمر صاحب مبلغ سلسلہ ہیں۔ ان کو خدا تعالیٰ نے اس بات کا جنون دیا ہوا ہے۔ ادھر آواز کان تک پہنچی ادھر فوری طور پر اس کے ترجمے کیے اور فوری طور پر ساری جماعتوں تک پہنچا دیے۔ تو بڑی محنت سے یہ کام کیا کرتے تھے۔ تقریباً ایک سال تک فلسطین میں بھی ان کو خدمت کی سعادت حاصل ہوئی۔ قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی متعدد کتب اور رسالوں کی ملیالم اور تامل ترجمہ کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ 2007ء میں جب ان کو میں نے ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ مقرر کیا اور پھر ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد تعلیم القرآن اور وقف عارضی مقرر کیا اور پھر بطور نائب ناظر اعلیٰ بھی خدمت کی توفیق ملی تو بڑے احسن رنگ میں انہوں نے تمام خدمات سرانجام دیں۔ مدرسہ احمدیہ سے فارغ ہونے کے بعد مجموعی طور پر مرحوم کو ترپن (53) سال تک سلسلہ کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کے پسماندگان میں چار بیٹیاں ہیں اور داماد اور نواسے نواسیاں اور پڑنواسے نواسیاں بھی ہیں۔ جنون تھا ان کو جماعت کی خدمت کا۔ جب فیملی کے ساتھ ذاتی سفر پر جایا کرتے تھے تو سفر کے دوران بھی اور جماعتی کاموں اور خصوصاً ترجمہ وغیرہ کے کاموں میں مشغول رہتے تھے۔

سری لنکا کے نیشنل صدر صاحب لکھتے ہیں کہ سری لنکا جماعت کی تاریخ احمدیت میں وہ سنہری دور ہمیشہ محفوظ رہے گا جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی بابرکت قیادت میں مولانا صاحب کی پہلی تشریف آوری مرکزی مبلغ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ 1978ء میں ہوئی تھی تو غیر معمولی طور پر جماعت کے اندر نئے روحانی جوش کے ساتھ اصلاح اور پاک تبدیلی نظر آنے لگی اور مولانا مرحوم کی وہاں گراں قدر خدمات ہیں۔ 1994ء میں کولمبو شہر میں رام کرشنا کے بڑے ہال میں مولانا صاحب کی امن اور وحدت کے عنوان پر ایک ایسی زبردست تقریر ہوئی جس کو سننے کے لیے چار سو سے زیادہ لوگ شامل ہوئے۔ رام کرشنا تحریک کے ملک کے صدر اور ملک کے ہندو کلچرل منسٹر آنریبل دیوراج (Deueraj) خاص طور پر مولانا مرحوم کی یہ تقریر سن کر وجد میں آ گئے اور بہت تعریف کرنے لگے کیونکہ اس تقریر میں مولانا صاحب نے گیتا کے حوالوں سے منتر پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی کو ثابت کیا تھا۔ اسی لیے ان کی وہ تاریخی تقریر آج بھی ان لوگوں میں مقبول ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چار کتب تامل زبان میں ترجمہ کیں اور مختلف موضوعات کے تحت سات کتب تامل زبان میں خود تصنیف کیں۔ صوبہ تامل ناڈو میں جماعتی رسالہ سمدانہ وازھی (Samadana Vazhi) کا اجرا کر کے ایک طویل عرصہ تک وہاں سے اور دوسرے صوبوں سے بھی

شائع کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے درجات بلند کرے۔ ان کی اولاد کو بھی کامل وفا کے ساتھ جماعت سے تعلق رکھنے کی توفیق دے۔

اگلا جنازہ مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ کا ہے جو محمد اسماعیل صاحب فیکٹری ایریا ربوہ کے بیٹے تھے۔ 25؍ دسمبر کو اسلام آباد میں ہارٹ اٹیک سے 64 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

1979ء میں انہوں نے جامعہ پاس کیا تھا۔ اس کے بعد پاکستان کے مختلف اضلاع میں ان کو کام کی توفیق ملی۔ 1989ء سے 2003ء تک نائیجیریا میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس دوران ستمبر 1998ء سے اکتوبر 2000ء تک امیر اور مشنری انچارج نائیجیریا بھی رہے۔ عاجزی اور انکساری کے ساتھ خدمت بجالاتے رہے۔ دفتری امور کے علاوہ محلہ کے تربیتی امور میں بھی بڑے احسن رنگ میں کام کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور ان کی اولاد کو بھی وفا سے جماعت سے تعلق قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم بدر الزمان صاحب کا ہے جو کچھ عرصہ سے کارکن وکالت مال یوکے تھے۔ 3 جنوری کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

نہایت مخلص اور محنتی کارکن تھے۔ 1944ء میں امرتسر میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی احمدی تھے۔ ان کو خدام الاحمدیہ میں بھی جب گورنمنٹ میں اپنی سروس کر رہے تھے تو قائد ضلع کوئٹہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ پھر انصار اللہ بلوچستان کے ناظم بھی رہے۔ ان پہ 1986ء میں ایک جماعتی کیس بھی ہوا جس کے تحت یہ اسیر راہ مولیٰ بھی رہے اور 1995ء سے 99ء تک وکالت مال اول ربوہ میں بھی خدمت سرانجام دی۔ یہاں لندن آ گئے تو رقیم پریس میں اور پھر سترہ سال ایڈیشنل وکالت مال لندن میں ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ مکرم منصور احمد تاثیر صاحب کا ہے جو مولوی محمد احمد نعیم صاحب مربی سلسلہ کے بیٹے تھے اور کارکن شعبہ احتساب نظارت امور عامہ ربوہ میں تھے۔ یہاں لندن اپنے بیٹے کے پاس آئے ہوئے تھے کہ 30 دسمبر کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ نے زندگی کے تقریباً پچیس سال خدمت دین کے لیے جماعتی کارکن کی حیثیت سے مختلف دفاتر میں خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت درجہ ملنسار دیندار اور شفیق انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ والہانہ محبت کرنے والے تھے۔ دوسروں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ تحمل اور بردباری سے معاملات کو حل کرتے تھے۔ عموماً جو پیچیدہ معاملات ہوتے تھے وہ آپ کے سپرد کیے جاتے تھے اور بعض اوقات فریقین غصہ اور طیش کے جذبات سے مغلوب ہو کر دفتر آتے تھے لیکن آپ محبت اور پیار سے ان کے جذبات اور غصہ کو کنٹرول کر لیتے تھے اور معاملہ حل کر دیا کرتے تھے۔ جماعتی خدمت کا اس قدر جذبہ تھا کہ ان کی اہلیہ نے لکھا ہے کہ آپ کی بیٹی ڈاکٹر فارعہ منصور کی جب دعوت ولیمہ تھی تو اس روز یہ صبح صبح تیار ہو کے دفتر کے لیے نکلنے لگے۔ اہلیہ نے کہا کہ شادی والا گھر ہے آج تو چھٹی کر لیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ دعوت کا وقت دو بجے ہے۔ وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ میں اس وقت دفتر جا رہا ہوں اُس وقت آ جاؤں گا۔ افسران بالا کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آتے۔ اگر کسی معاملہ میں اختلاف رائے ہوتی تو ادب کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے اور ہمیشہ اپنی رائے پیش کرتے۔ پسماندگان میں ان کی اہلیہ رخشندہ صاحبہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

بچپن سے میں ان کو جانتا ہوں۔ میرے ساتھ یہ پڑھا کرتے تھے۔ ہمیشہ سے ان کو میں نے دیکھا ہے کہ بڑی شرافت تھی اور ہنسنا اور مذاق کرنے والی طبیعت تھی۔ کبھی غصہ نہیں آنا۔ کبھی لڑائی نہیں کرنی اور وہی بات پھر ان میں آخر تک رہی جس کی وجہ سے پھر یہ لوگوں میں صلح وصفائی کرانے میں بھی اہم کردار ادا کرتے رہے۔

اگلا جنازہ ڈاکٹر عبیدی ابراہیم موانگا صاحب تنزانیہ کا ہے جو 9؍ دسمبر کو تہتر سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

میڈیکل کے شعبہ میں مکریرہ (Makerere) یونیورسٹی یوگنڈا میں داخلہ حاصل کیا اور اللہ کے فضل سے ایسٹ افریقہ کے پہلے لوکل احمدی ڈاکٹر ہونے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنی جوانی میں ہی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سکول کے زمانہ سے ہی مذہبی امور کی تقریبات میں شامل ہوتے تھے۔ نام نہاد اسلامی سکالرز کی طرف سے جماعت احمدیہ پر بے پناہ اعتراضات کی وجہ سے ان کے دل میں جماعت کے بارے میں جاننے کا شوق پیدا ہوا۔ اسی زمانے میں ان کی ملاقات مبلغ سلسلہ شیخ ابو الطالب ساندی صاحب سے ہوئی جو ان کے رشتہ دار بھی تھے۔ جب ان سے ان اعتراضات کے بارے میں بات چیت ہوئی تو شیخ صاحب نے تفصیلی طور پر نہ صرف ان من گھڑت اعتراضات کے جواب سے آگاہ کیا بلکہ انہیں جماعت احمدیہ کی طرف سے شائع کردہ سواحیلی ترجمۃ القرآن اور دیگر کتب بھی دکھائیں۔ ان کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے بیعت کر لی۔ اللہ کے فضل سے انہوں نے اپنے عہد بیعت کو آخری دم تک نبھایا۔ ہر وقت ہر طبقے کے لوگوں کو اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے میں لگے رہتے۔ تبلیغ کے لیے ان کے دل میں ایک جوش تھا جس کی وجہ سے احمدیوں اور غیر احمدیوں میں خاص طور پر جانے جاتے تھے۔ اکثر اپنے بیگ میں جماعتی کتب اور رسائل اٹھا کر بازار لے جاتے اور بیچا کرتے تھے۔ آپ کو لوگوں نے پوچھا کہ ڈاکٹر ہیں اور یہاں کتابیں بیچ رہے ہیں؟ تو بڑے خوشگوار لہجے میں جواب دیا کرتے تھے کہ جب میں ہسپتال میں ہوتا ہوں تو جسم کا علاج کرتا ہوں جبکہ اس وقت میں روح کا علاج کر رہا ہوں۔ ان دونوں چیزوں کو نہ علیحدہ کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی ایک کو نظرانداز کرنا چاہیے۔ خلافت سے بے پناہ محبت اور عقیدت کا تعلق تھا۔ بچوں کی اسلامی طریق پر پرورش کی۔ تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ دی۔ نیز گھر پر بچوں کے ساتھ نماز باجماعت کا اہتمام بھی کرتے تھے۔ گھر پر ایک لائبریری بھی بنائی ہوئی تھی جس میں دیگر علوم کی کتب کے ساتھ ساتھ جماعتی کتب بھی رکھی ہوئی تھیں۔ اپنی اولاد کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام پر قائم رہنے کے بارے میں خود بھی دعا کرتے اور دوسروں کو بھی کہتے رہتے تھے۔ جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے تھے۔ ان کے تمام بچے بھی نظامِ جماعت کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں اور اپنے والد کی طرح نیک طبیعت رکھنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ جوڑے رکھے اور والد کی دعائیں اور نیک خواہشات پوری کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے اور درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر صغریٰ بیگم صاحبہ کا ہے جو دین محمد صاحب تنگلی درویش قادیان کی اہلیہ ہیں۔ 6؍ جنوری کو 85 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت حکیم محمد رمضان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، باقاعدگی سے نماز تہجد ادا کرنے والی، مہمان نواز، صابر وشاکر، محنتی، ہمدرد اور بہت سی خوبیوں کی مالک ایک نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت کا تعلق تھا۔ کئی سال تک لجنہ اماء اللہ میں بطور سیکرٹری خدمت خلق خدمت کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے ایک بیٹے بشیر الدین صاحب کو چالیس سال تک خدمت کی توفیق ملی۔ دوسرے بیٹے منیر الدین اس وقت نظامت تعمیرات میں قادیان میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی ان کی نیکیوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا ذکر مکرم چودھری کرامت اللہ صاحب کا ہے جو 26؍ دسمبر کو 95 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت چودھری شاہ دین صاحب آف گھٹیالیاں کے پوتے تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ آمد پر بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔ مرحوم شریف النفس بے لوث محبت کرنے والے، غریب پرور اور ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والے، ہر حال میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والے ایک مخلص انسان تھے۔

ان کے بیٹے سہیل صاحب لکھتے ہیں کہ مہمان نوازی کا وصف ان میں نمایاں تھا اور اس کا اظہار خصوصی طور پر اس وقت ہوتا تھا جب واقفین زندگی جماعتی دوروں کے سلسلہ میں بدین سندھ تشریف لایا کرتے تھے۔ ان کو فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق ملی۔ 1983ء سے لے کر 2018ء تک الفضل انٹرنیشنل کے دفتر میں رضا کارانہ خدمت بجالاتے رہے۔ اپنے گھر کو شروع سے ہی جماعتی فنکشنز کے لیے پیش کیا ہوا تھا اور موجودہ گھر میں بھی ایک حصہ نماز سینٹر کے طور پر تعمیر کروایا۔ آپ کی بیٹیاں بھی خدمت سرانجام دے رہی ہیں اور

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بیٹا ہے وہ بھی جماعت کی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ ان کے نواسوں میں سے ایک نواسہ فرہاد احمد مربی سلسلہ یہیں یوکے میں پریس اینڈ میڈیا میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو، ان کی نسل کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اگلا جنازہ چودھری منور احمد خالد صاحب جرمنی کا ہے جو 20/اگست کو 85سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحوم کا نظامِ جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ تبلیغی اور تربیتی مساعی میں بھرپور حصہ لیتے تھے اور جرمنی میں مختلف وقتوں میں بطور صدر اور جنرل سیکرٹری خدمت کی توفیق پائی۔ انصار اللہ کی بھی مختلف عہدوں میں خدمت کی توفیق پائی۔ اس کے علاوہ جب یہ پاکستان تھے تو وہاں تحریک جدید کی زمینوں پر بطور مینیجر بھی ان کو کام کرنے کی توفیق ملی۔ خلافت سے گہرا اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

اگلا ذکر نصیرہ بیگم صاحبہ اہلیہ احمد صادق طاہر محمود ریٹائرڈ مربی سلسلہ بنگلہ دیش کا ہے جو ستائیس اٹھائیس نومبر کی درمیانی رات کو بقضائے الٰہی وفات پا گئی تھیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

مرحومہ محترم مولوی محمد صاحب سابق نیشنل امیر کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ کی پابند، دعاگو، مہمان نواز، صابرہ و شاکرہ ایک نیک خاتون تھیں۔ رمضان میں باقاعدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتی تھیں اور ختم کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ اَور بہت ساری خوبیوں اور نیکیوں کی حامل تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا ذکر رفیع الدین بٹ صاحب کا ہے۔ یہ چھ دسمبر کو بانوے سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔

آپ حضرت مولوی خیر دین صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ نے جوانی میں نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ مختلف مقامات پر جماعتی خدمات کا موقع ملا۔ بدوملہی ضلع نارووال کے صدر جماعت اور امیر حلقہ بھی رہے۔ واہ کینٹ جماعت کے صدر بھی رہے۔ اسیر راہ مولیٰ ہونے کا بھی ان کو اعزاز ملا۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ اور ان کے ایک داماد نسیم احمد صاحب نائیجیریا میں بطور مبلغ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان تمام مرحومین کے درجات بلند کرے اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ نماز کے بعد جیسا کہ میں نے کہا ان کے نماز جنازہ غائب ادا کروں گا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل)

☆...☆...☆

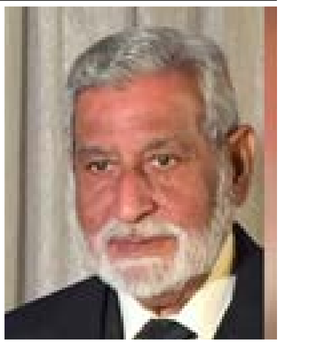

سانحہ ارتحال

مکرمہ امۃ الباری ناصر صاحبہ اعلان بھجواتی ہیں کہ:

اے خدا بر تربت او ابر رحمتہا ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

مکرم عبد الخالق بٹ صاحب 25 دسمبر 2020ء کو بعمر بیاسی سال ہارٹ فیل ہوجانے سے کراچی میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم ہمارے سمدھی 'چھوٹی بہو مکرمہ امۃ المتین اہلیہ محمود احمد قریشی کے والد محترم تھے۔ ان کے خاندان میں احمدیت ان کے دادا محترم میاں احمد دین صاحب آف کوئٹہ کے 1930ء میں قبول احمدیت سے آئی۔ موصوف کو کچھ عرصہ درویشِ قادیان رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ پرخلوص خادم دین تھے۔ ساری زندگی سادگی سے گزاری اپنی کمائی کا زیادہ حصہ چندے میں دے دیتے تھے۔

جماعتی خدمات

آپ نے منشی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ کوئٹہ سے جماعتی خدمات شروع کیں، قائد خدام الاحمدیہ رہے۔ پھر کسب معاش کے لئے ایران چلے گئے۔ جہاں اکتالیس سال تک قیام رہا۔ تہران میں مجلس عاملہ کے فعال ممبر تھے۔ مختلف شعبوں میں خدمات کی توفیق پائی۔

بارہ سال تک بطور صدر جماعت ہائے ایران خدمت کا موقع ملا۔ وہاں آپ قرآن پاک کے فارسی زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کرنے والوں کی ٹیم میں مکرم سید عاشق حسین صاحب کے ساتھ شامل رہے۔ قرآن پاک کے علاوہ کچھ دوسرے جماعتی لٹریچر کا ترجمہ بھی کیا۔ جماعتی اجتماعات نماز جمعہ اور جلسہ میں لمبا سفر کرکے باقاعدگی سے شامل ہوتے۔

واپس کراچی آئے تو لجنہ اماء اللہ کراچی کے تحت فارسی درثمین کی نئی کتابت 'ٹرانسلٹریشن' اردو ترجمہ اور گلوسری کی تیاری میں انتہائی خلوص اور بے لوث محنت سے تعاون کیا۔ اس کے علاوہ بھی لجنہ کراچی کی کئی کتب کی پروف ریڈنگ میں تعاون کیا۔ اللہ پاک جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

کراچی حلقہ النور میں 2010ء سے 2017ء تک سات سال سیکرٹری تعلیم رہے۔

عائلی زندگی

مکرم بٹ صاحب کی بیگم صاحبہ مکرمہ ارشاد بیگم صاحبہ سات سال قبل وفات پا گئی تھیں۔ دونوں کا پچپن سال کا ساتھ رہا تھا۔

مرحوم ایک محبت کرنے والے شوہر اور نہایت شفیق والد تھے۔ اپنے عزیزوں رشتہ داروں اور جماعت میں اپنے اعلیٰ اخلاق اور نرم برتاؤ کی وجہ سے مقبول تھے۔ منکسر المزاج، صلح جو جماعت کے فدائی باقاعدگی سے تہجد پڑھنے والے صوم وصلوۃ کے پابند۔ محبت سے قرآن پاک پڑھتے۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ اپنی چاروں بیٹیوں سے بطور خاص شفقت سے پیش آتے ان کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہ رکھی دعا ہے کہ جنت الفردوس میں آنحضرت ﷺ کا ساتھ نصیب ہو۔ آمین

ہماری بہو امۃ المتین کی آمد ہمارے گھر میں باعث برکت ثابت ہوئی اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے درجات بلند فرمائے، آمین۔ متین بتاتی ہیں کہ ابو جان نے اپنی زندگی بہت محنت سے گزاری ایک وقت میں دو دو جاب بھی کئے۔ ایک دفعہ ایران سے سب جمع جوڑا اکٹھا کرکے کراچی آکر کاروبار شروع کیا مگر یہاں کے کاروباری مزاج کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کامیابی سے چلا نہ سکے واپس ایران چلے گئے اور نقصان صبر سے برداشت کیا۔ ایران کے قیام کا زمانہ بہت کشائش کا تھا۔ ابو کو گھر کے لئے وقت کم ملتا تھا آفس سے آکر لازماً ترجمے کے کام کے لئے جانا ہوتا۔ قرآن پاک کے فارسی ترجمے کے پیش لفظ میں ابو کا نام دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔ بچوں سے پیار سے پیش آتے۔ یاد نہیں کہ کبھی ڈانٹا ہو۔ پھر ہماری تعلیم وتربیت کے لئے فیملی سے جدائی برداشت کی اور ہمیں کراچی بھیج دیا۔ اکتالیس سال ایران میں رہ کر 2004ء میں مستقل کراچی آ گئے۔ یہاں بھی جماعت کا کام مل گیا۔ مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ علم بہت وسیع تھا۔ اللہ کا کرم اور حسن اتفاق دیکھئے کہ جب آپ کراچی آئے کراچی لجنہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی فارسی درثمین کی مع ترجمہ اور فرہنگ اشاعت کا کام مل گیا۔ ابو کا فارسی کا علم کام آیا بہت محنت سے کام کیا۔ حضور انور کی دعائیں ملیں۔ اس کتاب میں بھی ابو کا نام دیکھ کر خوشی ہوتی ہے۔

ہمارے والدین آپس میں محبت سے رہتے ایک دوسرے کی عزت کرتے۔ جب امی کو فالج ہؤا تو ابو نے بہت خدمت کی۔ امی کی وفات ابو کے صبر کا بہت بڑا امتحان تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہت ہمت دی۔ نہ صرف خود کو سنبھالا بلکہ ہمارے لئے بھی مضبوط سہارا بنے اور صبر کی تلقین کی۔ پھر ہماری ایک بہن مکرمہ امۃ الاعلیٰ کا انتقال ہؤا اس پر بھی بہت حوصلے سے رہے۔ امی کے بعد سات سال جئے اور پھر اللہ تعالیٰ کا بلاوا آ گیا۔ چھوٹے بھائی عطاء القیوم اور بھابھی ھبۃ النور بتاتے ہیں کہ نماز عشاء کے بعد بھی کچھ دیر ہم سے باتیں کرتے رہے پھر اپنے کمرے میں چلے گئے۔ صبح جب نماز فجر کے بعد بھائی ان کے کمرے میں گیا تو وہ اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو چکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے النور سینٹر کراچی میں نماز جنازہ ہوئی پھر دونوں بھائی جنازہ ربوہ لے گئے وہاں مکرم محمود منیر بھٹی صاحب مربی سلسلہ استاد جامعہ احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہو گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں جگہ عنایت فرمائے آمین اللھم آمین

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اپنے والدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رضائے الٰہی حاصل کرسکیں۔

اولاد

عبد الوہاب، عطاء القیوم، امۃ الباسط، امۃ لاعلیٰ (مرحومہ)، امۃ النصیر، امۃ المتین مونا۔

طلوع وغروب آفتاب

15 فروری 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ	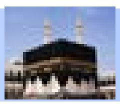	05:34	18:18
مدینہ منورہ	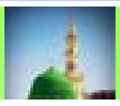	05:37	18:16
قادیان	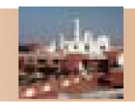	05:49	18:15
ربوہ	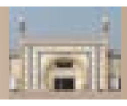	05:28	17:55
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:46	17:19